(۲) خواب کے متعلق آپ نے جو سوال کیا ہے، اس کی حقیقت تو اس حدیث ہی سے (بشرطیکہ وہ صحیح ہو) واضح ہو جاتی ہے جس کا یہ لوگ حوالہ دیتے ہیں۔ اس حدیث سے خود معلوم ہو جاتا ہے کہ خواب تحقیق حق کے صحیح ذرائع کا صرف چھیالیسواں حصہ ہے، باقی پینتالیس حصے کتاب و سنت کے نصوص صحیحہ ہیں، عقل سلیم ہے، علم و فکر اور استدلال کی قوتیں ہیں۔ پس آدمی کے فیصلوں کا تمام تر انحصار ان چیزوں پر ہونا چاہیے، نہ کہ اس چیز پر جس کی حیثیت حدیث ہی کے رو سے ذرائع علم کے محض چھیالیسویں حصہ کی ہے۔ ہمارے نزدیک خواب کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ اگر آدمی اچھا خواب دیکھے تو اس سے بشارت حاصل کرے اور کوئی برا خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈھے۔ زندگی کے عملی معاملات میں جو لوگ خواب کو دلیل بناتے ہیں وہ محض وہمی قسم کے لوگ ہیں خدا کے سامنے انسان کی ذمہ داری اور جوابدہی کا سارا انحصار اس کے علم و عقل ہی کی بنا پر ہے اور انہی کے نہ ہونے کی وجہ سے حیوان اور مجنون لوگ اس ذمہ داری سے مستثنیٰ کیے گئے ہیں، نہ اس لیے کہ وہ خواب نہیں دیکھ سکتے۔

(۳) استخارہ کا تعلق ان امور سے نہیں ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کے قطعی فیصلے موجود ہیں۔ خدا اور رسول کی فرمائی ہوئی باتوں کے کرنے اور ان کی منع کردہ باتوں کے نہ کرنے کے متعلق جو شخص استخارہ کرتا ہے وہ احمق ہے، اور اگر آپ صحیح تر الفاظ میں کہنے کی اجازت دیں تو میں عرض کروں گا کہ وہ ایمان سے خالی بھی ہے، کیونکہ وہ دراصل اللہ اور رسول کا پیرو نہیں، بلکہ اپنے خوابوں اور توہمات کا پیرو ہے اور اس کے نزدیک منصوص اور مسلّم احکام شریعت بھی اس وقت تک قابل قبول نہیں ہیں جب تک کہ اس کا خواب ان کی تائید نہ کر دے!

استخارہ کا تعلق صرف ان امور سے ہے جن میں انسان شرعاً و عقلاً کسی فیصلہ کن نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ ایسے امور میں بلاشبہ اپنے تذبذب و تردد کے ازالہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے مسنون طریقہ پر استخارہ کرنا چاہیے۔ نہ کہ ان معاملات میں جن کے بارہ میں اللہ اور رسول کے صریح احکام موجود ہیں۔

(۴) تبلیغی جماعت کی جس کرامات روایت کا آپ نے حوالہ دیا ہے، ہمیں نہ اس کی تصدیق سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ اس کی تکذیب سے۔ البتہ یہ ضرور عرض کریں گے کہ معجزے، چٹکلے اور کرشمے کسی چیز کے حق ہونے کی دلیل نہیں بن سکتے۔ اس قسم کے چٹکلوں اور کرشموں کی آڑ زیادہ وہ لوگ پکڑتے ہیں جن کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جس کی عقلی اور استدلالی قوت لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ اس طرح کی چیزیں بیچارے عوام کو معتقد و مرید بنانے کے لیے کچھ کارآمد ہو جاتی ہیں اس سے زیادہ نہ ان کا کوئی فائدہ ہے اور نہ پروپیگنڈے سے زیادہ ان کی کوئی وقعت ہے۔ کسی صالح نظام زندگی کی تعمیر اوہام اور عجائب پر نہیں ہوتی بلکہ ٹھوس عقلی و فطری حقائق پر ہوتی ہے۔ آپ مطمئن رہیں کہ اس طرح کی چیزوں کے لیے خواص تو درکنار عوام میں بھی کچھ زیادہ گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے۔